سید ازکیا ہاشمی

جدید عربی ادب میں محمود تیمور کی خدمات

محمود تیمور کا شمار عصر حاضر کے ان بلند پایہ ادبا میں ہوتا ہے جو اپنی نمایاں خدمات کی بنا پر جدید عربی ادب میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ انھوں نے نثر کے میدان میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی نثری تصانیف کا دائرہ کہانیوں، افسانوں، ناولوں، ڈراموں، سفرناموں اور ادبی و تنقیدی موضوعات تک پھیلا ہوا ہے اور اپنے منفرد اسلوب کی بنا پر معاصر ادب میں خاصا مقبول ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے ہاں بالعموم عربی دان طبقہ ابھی تک منفلوطی اور طہٰ حسن کے دائرہ اثر سے آزاد نہیں ہوا اور ان کے علاوہ نہ تو کسی کے کام کو لائق توجہ سمجھتا ہے اور نہ اس سے متعارف ہے۔ حالانکہ عربی ادب ان کے علاوہ بھی متعدد اہل قلم کا زیر منت ہے جنھوں نے اپنے منفرد اسالیب اور بلند پایہ تخلیقات کے ذریعے اس کے حسن و جمال کو رونق عطا کی ہے اور جن کا تخلیقی کام خاصا وقیع ہونے کے ساتھ ساتھ بلاشبہ عالمی ادب کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ان ہی میں سے ایک اہم نام محمود تیمور کا ہے جس کی بعض تصانیف اپنی جدت اسلوب کی وجہ سے ملک کی بعض جامعات کے عربی ادب کے نصاب میں شامل کی گئی ہیں، مگر تاہنوز اس کی شخصیت اور ادبی خدمات ہمارے ہاں محتاج تعارف ہیں اور ان پر تحقیق مفقود ہے۔ زیر نظر مقالہ اسی ضرورت کے پیش نظر سپرد قلم کیا گیا ہے۔

حالات زندگی

محمود تیمور کی ولادت ۱۸۹۴ء میں احمد تیمور پاشا کے ہاں قاہرہ میں ہوئی(۱) احمد پاشا کا شمار لغت' ادب اور تاریخ کے بلند پایہ محقق علما میں ہوتا ہے۔ "الخزانۃ التیموریۃ" اور "قاموس اللغۃ العامیۃ" ان کی شاہکار تصانیف ہیں۔ ان کے ہاں مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے مستشرقین' ادبا اور علما کی بکثرت آمدورفت رہتی تھی اور ان کا گھر علمی اور ادبی سرگرمیوں کا اہم مرکز شمار کیا جاتا تھا۔ معاصر ادبا اور فضلا مثلاً محمد عبدہ اور شنقیطی وغیرہ کی محفلیں اکثر ان کے گھر پر جما کرتی تھیں۔

اہلیہ کے انتقال کے بعد تیمور پاشا اپنے بیٹوں کے ہمراہ قاہرہ کے نواحی علاقے "عین شمس" منتقل ہو گئے۔ (۲) اور "زمالک" میں اپنا ایک مکان تعمیر کیا' گرما کا موسم عموماً اپنی زمینوں پر گزارتے اور دیہاتی زندگی میں کسانوں کے ساتھ مل جل کر رہتے' اسی پرسکون اور خوشگوار دیہاتی ماحول میں محمود تیمور اور ان کے بھائی محمد تیمور کی نشوونما ہوئی۔ والد نے عربی ادب کے ساتھ خصوصی لگاؤ کے پیش نظر انھیں قدیم عربی ادب کی تعلیم دی' بالخصوص قدیم قصوں پر مبنی کتب مثلاً "الف لیلۃ ولیلۃ" سے متعارف کرایا۔ دونوں بھائیوں نے انتہائی دلچسپی اور انہماک کے ساتھ ادب کا گہرا مطالعہ کیا اور اپنی تحریری اور تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے ایک گھریلو رسالے کا اجرا کیا جس میں گھریلو خبریں تحریر کی جاتیں تھیں' اور ایک گھریلو تھیٹر تعمیر کروایا جس میں دونوں بھائی خود ہی ہلکے پھلکے اور سادہ ڈرامے پیش کرتے۔ انھوں نے جدید افسانوی ادب کا بھی مطالعہ کیا اور منفلوطی اور جبران کی تحریروں سے کافی متاثر ہوئے۔

۱۹۱۱ء سے ۱۹۱۴ء تک محمود کا بھائی محمد پیرس میں مقیم رہا' وہاں اس نے بالخصوص فرانسیسی ادیب موپاساں (De- Maupasant) کی کہانیوں کا گہرا

مطالعہ کیا۔ محمود اس دوران ثانوی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد زرعی سکول میں داخل ہوچکا تھا۔ مگر ٹائیفائیڈ کی وجہ سے اس قدر علیل ہوا کہ تعلیمی سلسلہ برقرار نہ رکھ سکا۔ (۳) البتہ اس کی ادبی سرگرمیاں بدستور جاری رہیں۔ محمد نے فرانس سے واپسی پر محمود کو موپاساں کی کہانیوں سے متعارف کرایا جن کی وہ ساری عمر تعریف کرتا رہا۔ (۴) اس دور میں اس نے روسی ناولوں اور کہانیوں کے تراجم بھی پڑھے' خاص طور پر Cheko اور Turgenev کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو اسے ان کی تحریروں میں De ـ Maupasant کا اثر نمایاں محسوس ہوا۔ (۵) اس نے اپنے بھائی کی ترغیب و تشویق پر المویلحی کی " حدیث عیسیٰ بن ہشام" اور ہیکل کی "زینب" کا بھی مطالعہ کیا۔ (٦) اس دوران محمود نے محکمہ عدل اور وزارت خارجہ میں بھی مختلف عہدوں پر کام کیا۔ (۷) محمود چونکہ ایک آسودہ حال اور خوش حال گھرانے سے تعلق رکھتا تھا' نیز ملازمت سے طبعی مناسبت بھی نہ تھی اس لیے جلد ہی اسے خیرباد کہہ دیا اور اپنے آپ کو ادب کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ ۱۹۲۰ء میں وہ بادشاہ کے حاجب (Chamberlain) کی بیٹی سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گیا۔ (۸) ۱۹۲۱ء میں اس کا بھائی عالم شباب میں انتقال کر گیا' تاہم محمود نے اس کے کام کو آگے بڑھایا اور رفتہ رفتہ اس کی متعدد تخلیقات جو کہانیوں' ناولوں اور ڈراموں کی شکل میں تھیں' طبع ہونے لگیں۔ (۹) ۱۹۲۵ء میں محمود یورپ چلا گیا' وہاں اس نے دو سال قیام کیا اور زیادہ تر وقت فرانس اور سوئٹزر لینڈ میں گزارا۔ (۱۰) اس دوران اس نے یورپی ادب کا مطالعہ کیا۔ شمالی امریکہ میں قیام کے دوران اس نے شامی اور لبنانی ادیبوں کے کام کا بھی مطالعہ کیا۔ جبران کی مختصر کہانیوں کا مجموعہ "الاجنحۃ المتکسرۃ" بھی اس کی نظر سے گزرا۔ محمود اس کی شخصیت سے انتہائی متاثر ہوا اور اسی سے متاثر ہو کر اس نے نثری نظمیں لکھنی شروع کیں۔ محمود نے یورپی ادب سے خوب استفادہ کیا یہی وجہ

ہے کہ اس کی کہانیاں یورپی اثرات سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ واپسی پر اس نے جو کہانیاں اور افسانے شائع کیے ان کا سٹائل سابقہ تحریروں سے کافی حد تک مختلف تھا۔

۱۹۴۷ء میں تیمور کو مجمع اللغتہ العربیتہ کی طرف سے "جائزۃ القصتہ" (Novel Prize) دیا گیا۔ (۱۱) ۱۹۴۹ء میں اسے اسی اکادمی کا ممبر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں ادب کا اول انعام وصول کیا' (۱۲) اور ۱۹۲۲ء میں مصر کی نئی جمہوری حکومت کی طرف سے اس کی ادبی خدمات پر State Prize عطا کیا گیا۔ (۱۳)

۲۵۔ اگست ۱۹۷۳ء کو محمود کا انتقال ہوا۔ (۱۵)

عرب ادبی میں خدمات

جدید نثری ادب کی تیاری (بالخصوص ناول' افسانہ اور ڈرامہ) میں جن ادیبوں نے یادگار نقوش چھوڑے ہیں ان میں سے ایک اہم نام محمود تیمور کا ہے' جس نے ان تینوں اصناف میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں' تاہم جس صنف میں اس نے اپنی فنی مہارت کا بھرپور اظہار کیا وہ مختصر کہانیاں اور افسانے ہیں۔ اس کا شمار عربی ادب کے چوٹی کے افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔

مختصر کہانیاں اور افسانے

۱۹۲۵ء میں اس کی کہانیوں کے دو مجموعے "الشیخ جمعتہ و قصص اخری" اور "عم متولی و قصص اخری" طبع ہوئے۔ اول الذکر میں اس نے قصہ اور عالمی ادب میں اس کے مقام پر بھی بحث کی ہے' بعدازاں "الشیخ سید العبیط و اقاصیص اخری" کے نام سے ۱۹۲۶ء میں ایک مجموعہ طبع ہوا جس کے مقدمے میں اس نے عربی زبان میں قصے کی تاریخ و ارتقا نیز اس فن میں مویلحی' ہیکل اور محمد تیمور کی خدمات کا بھی ذکر کیا۔ اپنے بارے میں اس نے دعویٰ کیا

کہ اس فن میں اس نے اپنے جدید اسلوب کو اپنایا ہے جس کی بنیاد اس کے بھائی نے رکھی تھی۔ (۱۵) ۲۶-۱۹۲۷ء میں قیام یورپ کے دوران اس نے فرانسیسی، مغربی اور روسی ادب کا عمیق مطالعہ کیا جس سے اس کے فن کو مزید وسعت اور ترقی حاصل ہوئی، چنانچہ یورپ سے واپسی پر اس کے تحریر کردہ قصے اور افسانے جدید تکنیک اور عمدہ اسالیب کی بنا پر ابتدائی کام سے کافی مختلف نظر آتے ہیں۔ (۱۶) اس صنف ادب میں تیمور کی خدمات کا اندازہ ان قصوں کے مجموعوں کی طویل فہرست سے لگایا جاسکتا ہے جن کی تعداد انتالیس (۳۹) سے زائد ہے اور جو مختلف اوقات میں طبع ہوتے رہے ہیں۔ (۱۷)

اس کی ان غیر معمولی کاوشوں کی بنا پر ناقدین فن نے اسے جدید عربی ادب میں فن قصص کا بانی قرار دیا ہے، اگرچہ اس میدان میں سبقت کا شرف اس کے بھائی محمد کو حاصل ہے تاہم اس فن کے نمو و ارتقا میں محمود کی مساعی کو بڑا دخل ہے۔ نیز اس کے افسانوی ادب میں مغرب کا اثر نمایاں ہے، تاہم اس نے مشرق کے ماحول و روایات کو بھی اپنی کہانیوں اور افسانوں میں سمو دیا ہے۔

دکتور شوقی ضیف اس فن میں اس کی مہارت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فهو استاذ الاقصوصته فی عصرنا غیر منازع"

(۱۸)

Jacob Landau نے بھی اس کی فنی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔ (۱۹)

ناول

تیمور نے مختصر کہانیوں کے ساتھ ساتھ رفتہ رفتہ طویل قصوں اور ناولوں کی طرف بھی اپنی توجہ مبذول کی۔ اس کا سب سے پہلا ناول ۱۹۳۹ء میں "نداء المجہول" کے نام سے طبع ہوا، جس میں اس نے لبنان کے پہاڑوں میں

ایک مہماتی سفر کی داستان بڑے عمدہ اسلوب میں بیان کی ہے۔ یہ ناول اس کے رومانوی (Romantic) کام کی واضح مثال ہے۔ "کلیو باترا فی خان الخلیلی" کا شمار بھی رومانوی اور مزاحیہ ادب میں ہوتا ہے۔

اس کے تحریر کردہ ناولوں میں یہ قدر مشترک نظر آتی ہے کہ وہ مصر کی معاشرتی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں، اس لحاظ سے انھیں معاشرتی ناول (Social Novels) کہا جا سکتا ہے، البتہ بعض Romantic Novel کے طور پر بھی معروف ہیں۔

J. Brugman کے نزدیک بلاشبہ ابتدائی دور میں اس نے مصر میں مختلف کہانیوں کو خوب فروغ دیا، تاہم اس کے جو ناول بعد میں تحریر کیے گئے زیادہ اہم نہیں، ان میں وہ ادبی رجحانات کو Set کرنے کی بجائے ان کی پیروی کرتا نظر آتا ہے۔ (۲۰)

ڈرامے

مغربی ڈراموں کے تراجم نے عربی ادب کو اس صنف سے آشنا کرایا۔ عرب ادیبوں نے مغربی ڈرامے کا مطالعہ کرنے کے بعد اس موضوع پر طبع آزمائی کی۔ محمود تیمور نے سنجیدہ ڈرامے لکھنے کا آغاز ۱۹۴۰ء سے کیا۔ (۲۱) اس فن میں خوب مہارت حاصل کرنے کے بعد اس نے متعدد عربی ڈرامے تحریر کیے جو انتہائی اعلیٰ معیار کے حامل ہیں۔ یہ ڈرامے رومان اور طنز و مزاح جیسے متنوع اسالیب کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ اس نے اپنے مشہور ڈرامہ "قنابل" میں انسانی کمزوریوں اور نامرادیوں کو اسی انداز میں پیش کیا ہے جیسا کہ مختصر کہانیوں میں اس کا اسلوب ہے۔ اس کے تاریخی ڈرامے قدرے خود ساختہ ہیں، تاہم یہ امر واقع ہے کہ اس کے ڈراموں کا حسن و دلچسپی زیادہ تر اس کے طربیہ اسلوب کی مرہون منت ہے۔ (۲۲)

اس کے تاریخی ڈراموں میں "ابن جلا" کافی شہرت رکھتا ہے جس میں ظالم اموی حکمران حجاج ثقفی کو تاریخی روپ میں پیش کرنے کی بجائے ایک نئے انسانی روپ میں پیش کیا ہے۔ "حواء الخالدۃ" زمانہ قبل از اسلام کے ہیرو عنتر کے بارے میں ہے۔ "الیوم خمر" میں جاہلی شاعر امرؤ القیس کی زندگی کی تصویر کشی کی ہے۔ اور "صقر قریش" میں اندلس میں اموی خلیفہ "عبدالرحمٰن الداخل" کا کردار پیش کیا ہے۔

John A Haywod ان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

" These plays have excellent dialoge

A Good Characteristion and atmosphere.(۲۳)

ادبی موضوعات

محمود تیمور نے افسانوں، ناولوں اور ڈراموں کے علاوہ مختلف ادبی موضوعات پر عالمانہ اور ناقدانہ بحث و تحقیق پر مبنی کتب تحریر کی ہیں جن میں زیادہ تر فن قصص، تمثیل نگاری، عربی لغت و ادب پر تنقیدی بحث کی گئی ہے۔ مثلاً فن "القصص"" "دراسات فی القصۃ و المسرحیۃ" "الادب الہادف"" "طلائع المسرح العربی"" "مشکلات اللغۃ العربیۃ" اور بعض سفر ناموں پر مبنی ہیں مثلاً "رحلۃ فی الشرق و الغرب" اور "ابو الہول یطیر" وغیرہ۔

بعض کتب مشہور ادبی شخصیات کے تذکرے پر مشتمل ہیں۔ مثلاً " الشخصیات العشرون" وغیرہ۔

اسلوب نگارش

(الف) مغربی ادب کے اثرات: محمود تیمور اپنے ابتدائی دور میں مغربی انداز تحریر کی طرف زیادہ مائل رہا۔ Chenhov اور

Trugenev کی تحریروں کے مطالعہ سے اسے اندازہ ہوا کہ ان پر De - Maupassant کا گہرا اثر ہے۔ چنانچہ اس کے بقول اس نے موپاساں کو بڑے شوق سے پڑھا اور اس سے انتہائی متاثر ہوا۔ بعدازاں اس نے مغربی قصوں اور افسانوں کا وسیع مطالعہ کیا۔ نتیجۃً اس کی تحریریں ان کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ (۲۴) البتہ فن میں پختگی اور مہارت پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ یہ اثرات بتدریج کم ہوتے چلے گئے چنانچہ اس کی ابتدائی اور آخری تحریروں میں یہ فرق نمایاں محسوس ہوتا ہے۔

ڈرامہ چونکہ ایک مستقل صنف ادب کی حیثیت سے یورپ میں ابھرا اور وہیں پر اسے فروغ حاصل ہوا اس لیے یورپی ادب کا مطالعہ کرنے والوں نے اسی کی نقالی اور تقلید کرتے ہوئی اس موضوع پر طبع آزمائی کی۔ تیمور نے چونکہ مغربی ڈراموں کے اصول ڈرامہ نگاری کا گہرا مطالعہ کیا تھا' لہٰذا اس نے اپنے ڈراموں میں مغربی ڈراموں کی خصوصیات (مثلاً تصادم' تحیر اور کشمکش وغیرہ) کو بڑی خوبصورتی سے اپنایا ہے' تاہم اس کے ڈراموں کی تکنیک مغربی ہونے کے باوجود غیر ملکی اثرات سے بے نیاز معلوم ہوتی ہے' اس لیے کہ اس نے بالعموم اپنی تحریروں کو مقامی اور مصری رنگ میں رنگا ہوا ہے۔

(ب) مصری زندگی کی عکاسی

تیمور نے اپنی کہانیوں میں مصری معاشرے کو متعارف کرایا ہے۔ اس کے کردار خالصۃً مصری ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ تیمور کی کہانیوں سے بہتر شاید ہی کوئی ایسا ذریعہ ہو جس سے مصر کے ایک عام آدمی کو سمجھنے کے لیے مواد مل سکے۔ تیمور انسانی احوال اور فرد کی شخصیت کا بہترین مبصر تھا۔ لوگوں کے بارے میں اس کے نفسیاتی تجزیے قابل داد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ

اس نے مصر کے عام دیہاتی اور شہری مرد و زن کے طور و اطوار کی عمدہ تصویر کشی کی ہے۔ اس نے اپنی کہانیوں میں مصر کے باسیوں کے کمزور پہلوؤں کے ساتھ ساتھ ان حقیقی محاسن کا بھی ذکر کیا ہے جو بالعموم غربت اور محرومیوں کے دبیز پردوں تلے مخفی رہتے تھے۔ تیمور نے رقابتوں' سازشوں' کمینگیوں اور فسق و فجور کے مظہر ایسے کردار بھی پیش کیے ہیں جو مصر کے پسماندہ اضلاع کے باشندوں کے تنازع للبقا کا نتیجہ ہوتے تھے۔ وہ اس سادگی اور خوب صورتی کی بھی منظر کشی کرتا ہے جو وہاں کی مقامی زندگی (شہری اور دیہاتی) سے ہویدا ہوتی ہے۔ (۲۵) اس کی تحریریں زندگی سے بھرپور اور مصر کے روز مرہ طرز زندگی کی خوب صورت عکاس ہیں' اگرچہ اس کا تحریر کردہ ناول "نداء المجهول" اس کے عمومی اسلوب سے مختلف ہے' اس کے کردار سوائے ایک کے سب غیر مصری ہیں اور اس کا پس منظر اور ماحول بھی مصر سے باہر کا ہے اور اس میں اس نے اپنے کام کو Universal بنانے کی کوشش کی ہے' مگر ناقدین نے اسے اس کی ناکام کوشش قرار دیا ہے۔ (۲۶)

(ج) تصویر کشی

وہ شخصیات کا سراپا اس انداز سے کھینچتا ہے کہ وہ ہمیں اپنی آنکھوں کے سامنے متشکل نظر آتی ہیں۔ فرید ابوحدید اس کی اسی خوبی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> "وہ شخصیات کی تصویر کشی اس انداز سے کرتا ہے کہ ہم ان کی سانسوں کو بھی محسوس کرسکتے ہیں۔" (۲۷)

(د) کردار نگاری

کردار نگاری میں تیمور کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ اس کے کردار معاشرے کے کسی نہ کسی طبقے کی بھرپور نمائندگی کرتے ہیں۔ وہ ان کو جان دار اور حقیقی بنانے پر پورا زور صرف کرتا ہے۔ تیمور کی کہانیوں میں "شیخ جمعہ" اور "عم متولی" کا کردار کافی جان دار ہے۔ اول الذکر ایک سادہ دل اور خوش عقیدہ انسان ہے جب کہ ثانی الذکر ایک صالح' پارسا اور مذہبی طبقے کی نمائندگی کرنے والے شخص کا کردار ہے۔ بہت سے کردار اس نے غریب معاشرے سے لیے ہیں حتی کہ بعض بدنام کردار بھی پیش کیے ہیں۔ مثلاً " الاجرۃ " میں ایک خستہ حال نشے کی عادی طوائف کا کردار بھی پیش کیا ہے۔

(ھ) زبان و بیان

استاد فرید ابو حدید' تیمور کے طرز تحریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وہ ایسی زبان میں لکھتا ہے کہ کوئی معنی مخفی نہیں رہتا۔" (۲۸)

وہ بڑی خوب صورت' سادہ اور شستہ زبان میں لکھتا ہے۔ اس کی ادبی عربی میں بسا اوقات ایسے محاورات بھی مستعمل نظر آتے ہیں جو عام بول چال کی غیر ادبی زبان (Colloquial) سے مستعار لیے ہوتے ہیں' مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کی یہ غیر ادبی زبان بھی بسا اوقات ایک خالصتہ ادبی کردار کا تاثر قائم کر دیتی ہے۔

Jacob Landau کے بقول زبان کے مسائل حل کرنے کا یہی جدید اور حقیقی اسلوب ہے۔ ادبی اور عامیانہ زبان کا امتزاج ان مشکلات کا واحد حل ہے۔ (۲۹)

اس کی کتابوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی تحریروں کا ادبی سٹائل وقت گزرنے کے ساتھ تبدیل ہوتا رہا ہے۔ ابتدائی دور میں اس

کے قصوں اور افسانوں میں اس کے بھائی کے اثرات Realism (حقیقت پسندی) کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ شیخ جمعہ میں اس نے مصر کے لوگوں کی عام زندگی کو مقامی زبان (Vernacular Language) میں تحریر کیا' لیکن جلد ہی اس نے مقامی بولی کی بجائے معیاری زبان (Standard Arabic) میں مکالمے لکھنے شروع کیے' حتی کہ اس نے اپنی سابقہ تحریروں کو بھی دوبارہ معیاری عربی میں لکھنا شروع کیا۔ ۱۹۲۷ء میں اس نے "شیخ جمعہ" کے دوسرے ایڈیشن کے دیباچے میں اس تبدیلی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ "وہ بالاخر اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ایک ہی ادبی کاوش میں دو زبانوں کا استعمال تضاد کا باعث بنتا ہے جس کی بنا پر اس کام کی قدروقیمت اور وقعت گھٹ جاتی ہے۔" چنانچہ اس نے ۱۹۲۷ء کے ایڈیشن میں "شیخ جمعہ" میں تحریر کردہ مکالموں کو دوبارہ معیاری زبان میں تبدیل کر دیا۔ (۳۰)

تیمور نے اپنی کہانیوں اور ناولوں پر نظر ثانی کر کے ان کے سٹائل میں کیوں تبدیلی کی؟ اس کی ایک وجہ مشہور نقاد فتحی آبیاری کے نزدیک یہ ہے کہ عربی لغت کی اکادمی کی طرف سے تیمور کو ۱۹۴۷ء میں اس کی جن تحریر کردہ کہانیوں پر انعام دیا گیا تھا وہ سب کلاسیکل سٹائل (Classical Style) اور معیاری زبان میں لکھی گئی تھیں' جب کہ عوامی زبان میں تحریر کردہ کہانیوں کو نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ دوسری وجہ جو تیمور خود بیان کرتا ہے' یہ ہے کہ اس نے اپنے سابقہ کام کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے اس میں مناسب ترمیم کرتے ہوئے اپنے سٹائل اور زبان کو تبدیل کر کے دوبارہ تحریر کیا۔ (۳۱)

تصانیف (۳۲)

مختلف نثری اصناف پر مبنی محمود تیمور کی تخلیقات درج ذیل ہیں:

(الف) مجموعہ ہائے قصص (کہانیاں اور افسانے)

۱۔ "الشیخ جمعۃ و قصص اخری۔" قاہرہ' المکتبۃ السلفیۃ۔ ۱۹۲۵ء
۲۔ "عم متولی و قصص اخری" قاہرہ' المکتبۃ السلفیۃ۔ ۱۹۲۵ء
۳۔ "الشیخ سید العبیط و اقاصیص اخری" قاہرہ' المکتبۃ السلفیہ ۱۹۲۶ء
۴۔ "رجب آفندی قصۃ مصریۃ" قاہرہ' المکتبۃ السلفیۃ' ۱۹۲۸ء
۵۔ "الحاج شلبی و اقاصیص اخری" لجنۃ التالیف والترجمۃ۔ مکتبۃ الاعتماد۔ ۱۹۳۰ء
۶۔ "ابو علی عامل آرتست و قصص اخری" قاہرہ' المکتبۃ السلفیۃ ۱۹۳۴ء۔ (دوبارہ ۱۹۵۴ء میں "ابو علی الفنان" کے نام سے طبع ہوا)
۷۔ "الاطلال روایۃ قصصیۃ" قاہرہ' المکتبۃ السلفیۃ' ۱۹۳۴ء
۸۔ "الشیخ عفا اللہ و قصص اخری" قاہرہ' المکتبۃ السلفیۃ' ۱۹۳۶ء
۹۔ "قلب غانیتہ و قصص اخری" قاہرہ۔ دارالنشر الحدیث' ۱۹۳۷ء
۱۰۔ "الوثبۃ الاولیٰ" قاہرہ' دارالنشر الحدیث' ۱۹۳۷ء
۱۱۔ "فرعون الصغیر و قصص اخری" قاہرہ' مکتبۃ المعارف' ۱۹۳۹ء
۱۲۔ "مکتوب علی الجبین و قصص اخری" قاہرہ' مکتبۃ المعارف' ۱۹۴۱ء
۱۳۔ "حوریۃ البحر" بیروت' مطبعۃ الاتحاد۔ مکتبۃ الطالب من منشورات دارالمکشوف' ۱۹۴۱ء
۱۴۔ "قال الراوی" قاہرہ' مکتبۃ الاستقامۃ' ۱۹۴۲ء
۱۵۔ "بنت الشیطان و قصص اخری" قاہرہ' ۱۹۴۴ء (م۔ ن)

۱۶۔ "شفاہ غلیظہ و قصص اخری" قاہرہ' مکتبۃ الاستقامۃ' ۱۹۴۶ء
۱۷۔ "خلف اللثام" قاہرہ' مطبع الکاتب المصری' ۱۹۴۸ء
۱۸۔ "احسان اللہ قصص اخری" قاہرہ' دارالمعارف' ۱۹۵۰ء
۱۹۔ "کل عام و انتم بخیر و قصص اخری" قاہرہ' دارالمعارف' ۱۹۵۰ء
۲۰۔ "شباب و غانیات و اقاصیص اخری" قاہرہ' داراحیاء الکتب العربیۃ عیسی البابی الحلبی' ۱۹۵۱ء
۲۱۔ "ابو الشوارب و قصص اخری" قاہرہ' دارالمعارف' ۱۹۵۳ء
۲۲۔ "ثائرون" قاہرہ' دارالہلال' ۱۹۵۵ء
۲۳۔ "دنیا جدیدۃ" قاہرہ' مکتبۃ الاداب' (؟۱۹۵۷ء)
۲۴۔ "تمر حنتہ" قاہرہ' مکتبۃ الاداب' ۱۹۵۸ء
۲۵۔ "نبوط الخفیر" قاہرہ' مکتبۃ الاداب' ۱۹۵۸ء
۲۶۔ "انا القاتل و قصص اخری" قاہرہ' دارالقلم' (؟۱۹۶۲ء)
۲۷۔ "انتصار الحیاۃ" قاہرہ دارالمعارف' ۱۹۶۳ء
۲۸۔ "البرو تہ ام احمد و قصص اخری" قاہرہ' دارالمعارف' ۱۹۶۷ء
۲۹۔ "حکایات ابو عوف و قصص اخری" قاہرہ' دارالنہضۃ مصر' ۱۹۶۹ء
۳۰۔ "بنت الایام" قاہرہ' مئوستہ الاخبار الیوم' ۱۹۷۱ء

(ب) ناول

مختصر کہانیوں کے مجموعوں میں سے رجب آفندی' الاطلال' ابو علی عامل آرتست کو ناول کی صنف میں بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ ان کے علاوہ مستقل اور علیحدہ حیثیت سے جو ناول تحریر کیے گئے ہیں' وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ "نداء المجہول" بیروت' دارالمکشوف' ۱۹۳۹ء

۲۔ "کلیو باترا فی خان الخلیلی" قاہرہ، مکتبۃ الاداب، ۱۹۴۶ء
۳۔ "سلویٰ فی مہب الریح" قاہرہ، مکتبۃ الاداب، ۱۹۴۷ء
۴۔ "شمروخ" قاہرہ، دارالہلال، ۱۹۵۸ء
۵۔ "الی اللقاء ایہا الحب" قاہرہ الشرکۃ العربیۃ للطباعۃ و النشر۔ ۱۹۵۹ء
۶۔ "المسابیح الزرق" قاہرہ، الناشر الحدیث (؟۔۱۹۶ء)
۷۔ "معبود من طین" قاہرہ، مکتبۃ الاداب، (؟۱۹۶۹ء)

(ج) ڈرامے

۱۔ "عروس النیل" قاہرہ، ۱۹۴۱ء
۲۔ "الجبار رقم ۱۳" قاہرہ، ۱۹۴۱ء
۳۔ "سعاد او للحن الطالع" قاہرہ، عیسیٰ البابی الحلبی، ۱۹۴۲ء
۴۔ "عوالی" قاہرہ، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، ۱۹۴۲ء
۵۔ "ابو شو شاہ و الموکب۔ مسرحیتان بالعربیۃ الفصحیٰ" دمشق، مطبعۃ الترقی، ۱۹۴۲ء
۶۔ "المنقذہ و حفلات شای" قاہرہ، دارالکتب الاہلیۃ، ۱۹۴۳ء
۷۔ "قابیل" قاہرہ، لجنۃ النشر للجامعیین، مکتبۃ مصر، ۱۹۴۳ء
۸۔ "حواء الخالدۃ" قاہرہ، دارسعد، مصر، ۱۹۴۵ء
۹۔ "الیوم خمر" قاہرہ، دارالمعارف، ۱۹۴۹ء
۱۰۔ "ابن جلا" قاہرہ، دارالمعارف، ۱۹۵۱ء
۱۱۔ "فداء" قاہرہ، داراحیاء الکتب العربیۃ، ۱۹۵۱ء
۱۲۔ "المزیفون" قاہرہ، مکتبۃ الاداب، (۱۹۵۳ء)
۱۳۔ "اشطر من ابلیس" قاہرہ، دارالمعارف، ۱۹۵۲ء

۱۴۔ "کذب کذب" قاہرہ، مکتبہ مصر، ۱۹۵۳ء
۱۵۔ "خمتہ و خمینتہ" قاہرہ، الدارالقومیتہ (س۔ ن)

(د) ادبی و تنقیدی موضوعات

۱۔ "فن القصص" قاہرہ، مکتبہ الراغب، ۱۹۲۵ء
۲۔ "نشو القصتہ و تطورہا" مکتبہ السلفیتہ، ۱۹۳۶ء
۳۔ "حاجتنا الی الفن" قاہرہ، دارالنشر الحدیث، ۱۹۳۷ء
۴۔ "فن القصص مع تقدیم فی تقنیات اللغتہ العربیتہ و نسخ من احداث اقاصیص المئولف" قاہرہ، ۱۹۴۵ء مجلہ الشرق الجدید
۵۔ "عطر و دخان" قاہرہ، لجنتہ النشر للجامعیین، مکتبتہ مصر (۱۹۴۵ء؟)
۶۔ "ابو الہول یطیر" قاہرہ، مطبعتہ الاستقامتہ، ۱۹۴۷ء
۷۔ "ملامح و غدون، صور خاطفتہ لسیات الامتہ" قاہرہ، مکتبہ الاداب، ۱۹۵۰ء
۸۔ "شفاء الروح" دارالکاتب العربی، ۱۹۵۱ء
۹۔ "کلمات الحیاۃ العامتہ" قاہرہ، مطبعتہ الاستقامتہ، ۱۹۵۶ء
۱۰۔ "مشکلات اللغتہ" قاہرہ، مکتبتہ الاداب، ۱۹۵۶ء
۱۱۔ "النبی و الانسان و مقالات اخری" مکتبتہ الاداب (۱۹۵۶ء؟)
۱۲۔ "دراسات فی القصتہ و المسرحتہ" قاہرہ، مکتبتہ الاداب، (۱۹۵۷ء)
۱۳۔ "محاضرات فی القصص فی الادب العربی۔ ماضیہ و حاضریہ" قاہرہ، الجامعتہ العربیتہ، ۱۹۵۸ء
۱۴۔ "شمس و لیل" قاہرہ، مکتبتہ الاداب، ۱۹۵۹ء

۱۵۔ "الادب الهادف" قاہرہ، مکتبہ الاداب، ۱۹۵۹ء
۱۶۔ "وحدة الفکر العربی" قاہرہ، ۱۹۶۰ء
۱۷۔ "معجم الحضارة" قاہرہ، مکتبہ الاداب، ۱۹۶۱ء
۱۸۔ "جزیرات الغیب" Rome مطبعہ Gutenberg، ۱۹۶۱ء
۱۹۔ ظلال مغیبتہ، فلسفتہ الفن و مشکلات المجتمع و الحیاة" قاہرہ، مکتبہ النہضتہ المصریتہ، ۱۹۶۳ء
۲۰۔ "طلائع المسرح العربی" قاہرہ، مکتبہ الاداب (؟۱۹۶۳ء)
۲۱۔ "الادیب بین الفن و الحیاة" مکتبہ العالم العربی، ۱۹۶۵ء
۲۲۔ "الی مغنی سن مائیکل" قاہرہ، ۱۹۶۵ء
۲۳۔ "ادب و ادباء" قاہرہ، دارالکاتب العربی، ۱۹۶۸ء
۲۴۔ "الایام الماة و مشاکل اخری" قاہرہ، دارالنہضتہ مصر، ۱۹۶۸ء
۲۵۔ قنفذة و عمورة و ماجری لهما" قاہرہ، دارالنہضتہ مصر، ۱۹۶۸ء
۲۶۔ بین المطرقتہ و السندان" قاہرہ، دارالکاتب العربی، ۱۹۶۹ء
۲۷۔ الشخصیات العشرون" قاہرہ، دارالنہضتہ، مصر، ۱۹۶۹ء
۲۸۔ اتجاہات الادب العربی فی السنین الماة الاخیرة" قاہرہ، مکتبہ الاداب، ۱۹۷۰ء
۲۹۔ "رحلتہ فی الشرق و الغرب" قاہرہ، دارالنہضتہ، مصر، (س۔ن)

تراجم

"موکب الحیاة ۔ ثمانی و ثلاثون قصتہ من الادب العالمیتہ" قاہرہ، ہدیتہ المقتطف، ۱۹۴۲ء

حواشی

۱۔ محمود تیمور کے حالات زندگی کے لیے دیکھیے۔ (الف) صلاح الدین ابو

سالم: محمود تیمور۔ الادیب و الانسان، قاہرہ، ۱۹۶۱ء
(ب) فتحی حسین الابیاری: محمود تیمور و فن الاقصوصۃ العربیۃ، قاہرہ، ۱۹۶۱ء
(ج) شوقی ضیف، دکتور: الادب العربی المعاصر فی مصر، قاہرہ، (س۔ن)

۲۔ دیکھیے۔ محمد تیمور: ظلال مضیئۃ، مکتبۃ النھضۃ المصریۃ، ۱۹۶۳ء، ص ۱۱
۳۔ دیکھیے، محمد تیمور: شفاء الروح، دارالکاتب العربی، ۱۹۵۱ء، ص ۱۱
۴۔ ایضاً، ص ۱۱
۵۔ ایضاً، ص ۱۳
۶۔ ایضاً، ص ۱۲
۷۔ نعمت فوائد، قمم ادبیۃ، ص ۳۹۲
۸۔ الابیاری: عالم محمود تیمور، ص ۸۳
۹۔ دیکھیے، النساج: تطور القصۃ، ص ۳۱۶
۱۰۔ دیکھیے، شفاء الروح، ص ۱۶
۱۱۔ تطور القصۃ، ص ۳۱۶
۱۲۔ عالم محمود تیمور، ص ۸۴
۱۳۔ تطور القصۃ، ص ۳۱۶
۱۴۔ الاہرام، ۲۲، اگست ۱۹۷۳ء
۱۵۔ الادب العربی المعاصر فی مصر، ص ۳۰۱
۱۶۔ ایضاً
۱۷۔ تفصیل کے لیے دیکھیے

J. Brugman : An Introduction to The History of

Modren Arabic Literature in Egypt.

Ldiden, E.j.Brill, 1984

۱۸۔ الادب العربی المعاصر فی مصر، ص ۳۰۲

۱۹۔ Jacob Landau : Studies in The Arabic The ater And Cinema Philadelphia University of Pensylvania Press 1959, P 152- 53

۲۰۔ An Introduction to The History of Modern Arabic Literature In Egypt. P. 259

۲۱۔ Haywood John. A : Modern Arabic Literature London. 1971. p 204

۲۲۔ Studies In The Arabic Theater and Cinema. p. 318

۲۳۔ A Modern Arabic Literature 1800- 1970. p. 205

۲۴۔ شفاء الروح، ص ۱۱۔ ۱۲

۲۵- Kermit Schonover : Muslim World
Jan- 1975. p. 40- 41

۲۶- Hamdi Shakhut : The Egyption Novel And
Its Main Trends. 1913- 1952. Cairo, American
University In Cairio. Press, 1971. p. 28. 29

۲۷- محمود تیمور، نداء المجہول، تقدیم الکتاب، پشاور، المکتبۃ الامدادیۃ، ص ۷

۲۸- ایضاً

۲۹- Studies In The Arabic Theater And Cinema. p 152- 53

۳۰- An Introduction To The History of Modern
Arabic Literature In Egypt. p 257

۳۱- دیکھیے .M.Peled : الاقصوصۃ التیموریۃ فی مرحلتین، تل ابیب، تل ابیب یونیورسٹی اینڈ دی اریک پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۷۷ء، ص ۳-۱

۳۲- تفصیل کے لیے دیکھیے
An Introducion To The History of Modern
Arabic Ltierature In Egypt. p 259- 63